Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰/۷۵ | ہفتہ ۲۶ - جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۱۵ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۱۵ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۳۳

خدا والوں کی فوقیت

"وہ لوگ جو خدا کے بن جاتے ہیں اور خدا کی صفات اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو خدا دوسروں پر فوقیت دیتا ہے اور ان کی خاطر بعض دفعہ بڑے بڑے انسانی گروہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیّا کئے ہیں ان کا خیال کر کے اس کا شکریہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے ------ یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن اگر فطرتِ سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہوگا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرّف میں ہیں چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرّف میں ہوں تو کون ہے کہ اس کا مرنے کو جی چاہے۔ انسان کا دل دنیا کی محبّت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بے فکری و سرد مہری اختیار کر لیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آجاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا۔ آرام ہوگا اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جاویں گی۔ تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ اور چاہو تو دنیا میں ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اسی دنیا کے گذارہ کو ہی پسند کریں گے۔ اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبّت کریں گے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۸۶)

خصوصی درخواست دعا

مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب دل کے عارضے سے صاحب فراش ہیں۔ مزید علاج کے لئے ان کو اسلام آباد لے جایا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ صاحبزادہ صاحب موصوف کی جلد اور کامل شفا کے لئے خصوصی دعائیں کریں۔

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں۔ یہ آپ کی احسان شناسی ہوگی۔

اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ ہمارے سامنے سیّدنا حضرت فضلِ عمر کا نمونہ موجود ہے۔ حضور کے چندے میں سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

وکیل المال اوّل۔ تحریک جدید

اسیرانِ راہ مولا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

خدا تعالیٰ سے استجابت بخشے جانے کیلئے دعائیں کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اس دعا کو اہمیت دیں کہ ہمیں خدا وہ استجابت بخشے جس کے نتیجہ میں وہ دعائیں قبول فرماتا ہے یعنی خدا کے ارشادات کی استجابت ہمیں عطا کرے تاکہ ہماری دعاؤں کو اس کے حضور استجابت عطا ہو اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی تمنّا کریں یہ توفیق بھی اسی سے مانگنی پڑے گی، اس کے لئے بھی اسی کے حضور دعائیں کرنی پڑیں گی کیونکہ بظاہر تو یہ کہہ دینا بڑا آسان ہے کہ اے خدا میں تجھ سے تجھے مانگتا ہوں لیکن حقیقت میں اس دعا میں حصر پیدا کرنا اسی دعا میں جان پیدا کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے عام انسان تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ یہ کتنی مشکل دعا ہے جو بظاہر ایک دو حرفوں پر مشتمل ہے۔ ایک دو لفظوں پر مشتمل ہے۔ اے خدا میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں ہر انسان کہہ دے گا مگر جس کو مانگتا ہو اس کی تمنّا بھی تو ہونی چاہیئے۔ دل میں بغیر محبّت کے مانگو گے تو آئے گا کون؟ بغیر پیار کے طلب بھی کرو گے تو اس کے نتیجہ میں جواب دینے والا جواب کیوں دے گا۔ اس طلب کو پورا کیوں کرے گا؟ لوگ تو محبوبوں کی بھی منتیں کرتے ہیں کہ ہمارے گھر چلے آؤ اور محبت رکھتے بھی ہیں تب بھی وہ نہیں آتے۔ لیکن بعض اوقات ایک ذہین آدمی یہ سمجھتا ہے کہ میری طلب میں کچھ کمی رہ گئی ہے اگر میں اپنی طلب کے معیار کو بڑھاتا تو ممکن نہیں تھا کہ وہ آنے سے انکار کر سکتا۔ اسی بات میں حکمت ہے۔ چنانچہ غالبؔ نے جب یہ کہا کہ

میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

اس میں گہری حکمت کی بات یہ ہے کہ بظاہر تو شاعر یہ شکوہ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہماری طلب تو بہت ہے، ہمارے دل کی تمنّا تو سچی ہے مگر محبوب سنتا ہی نہیں ہے لیکن ایک ان میں سے ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ میری طلب کا قصور ہے، میری طلب میں وہ شدّت نہیں پائی جاتی وہ قوّت نہیں ہے جو ہونی چاہیئے۔ اگر میری طلب میں قوّت ہو تو اس کا بن آئے ہوئے گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ بے اختیار کشاں کشاں چلا آئے گا اگر میری طلب میں قوّت پیدا ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ مئی ۱۹۸۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۵؍ فتح ۱۳۶۹ ہش ——— ۱۵؍ دسمبر ۱۹۹۰ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ جماعت احمدیہ کی روحانی تربیت کیلئے فرماتے ہیں

① اصل کیمیا تقوٰی ہے۔ جس نے اس کو حاصل کر لیا اس نے سب کچھ حاصل کر لیا اور جس نے اس نسخہ کو نہ آزمایا اس نے اپنی عمر ضائع کی۔

② یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالےٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے۔ ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔

③ قابلِ اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے نفسِ مطمئنہ کے نام سے پکارا ہے۔

④ یہ خوب یاد رکھو کہ سچا تقوٰی ایسی چیز ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور کل پراگندگیوں سے نجات ملتی ہے۔

⑤ رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا (صاحب ایمان) کا کام، متقی کا شیوہ نہیں۔

⑥ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیتا ہے۔ یہ بے حساب اجر کا وعدہ صرف صبر کرنے والوں کے واسطے ہی مقرر ہے۔

⑦ پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے۔

⑧ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔

⑨ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے روبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی۔ اصل غرض اور غائت کو نہ سمجھا یا پرواہ نہ کی تو اس کی بیعت بے فائدہ ہے۔

⑩ جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے۔ اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔

تُو اپنی ضرورت سے نہ کر اتنا تجاوز
لے لے کے مُرادیں ترا دامن ہی نہ پھٹ جائے
ملنے کو تو مل جائے گی ہر چیز بکثرت
رشتہ ترا احساسِ قناعت سے نہ کٹ جائے

ابوالاقبال

چشمِ حسیں نہ شوخیٔ گفتار دیکھنا
مقدور ہو تو خوبیٔ کردار دیکھنا

سَر خَم ہے انکسار سے ہر اہلِ خیر کا
جُھک جُھک گئی ہے شاخِ ثمردار دیکھنا

ہر دَم ہو اپنے گوہرِ مقصود پر نگاہ
چاروں طرف ہے آنکھ کا بیکار دیکھنا

میری طرف پھرے گی کبھی چشمِ التفات
کام آ ہی جائے گا مرا ہر بار دیکھنا

فطرت ستم ظریف ہے ہر سربلند کی
قسمت میں کر دیا رَسَن و دار دیکھنا

صحرا میں اہلِ بیتِ نبی ہیں برہنہ سَر
شبّیر کے گلے پہ ہے تلوار دیکھنا

لغزش پہ میری شیخ کو کیا کیا ہیں پیچ و تاب
پہنے ہے خود رِیا کی وہ زنّار دیکھنا

کافی ہے زندگی کو روانی کے واسطے
اَے سروِ تیز رَو تری رفتار دیکھنا

باقی تنِ نصیر میں جاں بھی ہے یا نہیں
برچھی لگا کے اے نگہِ یار دیکھنا

نصیر احمد خان

اخلاقِ حسنہ

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں
”دعوت الی اللہ کیلئے بہت اہم کام یہ ہے کہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کریں، تاکہ آپکی ذات دنیا بھر کیلئے مجسّم نمونہ بن جائے۔ آج دنیا کو جب بھی دین کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمیں کیا دیں گے۔ اس لئے بہت ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ آپ اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہوں“
(خطبہ جمعہ ۲۲۔ جون ۱۹۹۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون - سین

اقوام متحدہ اور فلسطین

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے نمائندہ نے گذشتہ جمعہ کے روز اراکین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی کہ مشرق وسطیٰ کے مسائل جلد از جلد حل کئے جانے چاہئیں تاکہ وہاں کے لوگ اپنی بہبود کے لئے بہتر طور پر کام کر سکیں اور اقوام عالم میں انکو صحیح مقام حاصل ہو سکے نمائندہ موصوف نے فلسطینیوں کی حالت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور کہا کہ وقت آگیا ہے کہ اقوام متحدہ کی تنظیم ان تمام مسائل کا حل تلاش کرے جو مشرق وسطیٰ کے لوگوں کو درپیش ہیں خاص طور پر فلسطینیوں کو، جنہیں حق خود ارادی ملنا چاہیئے۔ انہوں نے اسرائیل کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ساری دنیا میں اسکی مذمت کی جارہی ہے اسکے متشددانہ رویّے کو دنیا بھر میں آج تک کسی نے نہیں سراہا۔ نمائندہ موصوف نے یہ باتیں اس وقت کہیں جب فلسطین کے متعلق بحث ہو رہی تھی انہوں نے کہا کہ گذشتہ تین سال کے عرصے میں ہم سب نے دیکھا ہے کہ فلسطینی کسطرح متحمل مزاج رہے ہیں اور اسرائیلیوں نے تشدد کی کیا کیا کارروائیاں کی ہیں۔ فلسطین کی طرف سے تو امن کا پیغام بھیجا جاتا ہے جو صدر یاسر عرفات نے ۱۹۸۸ء میں دیا تھا جبکہ اسرائیل کی طرف سے ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ فلسطینیوں کو انکے جائز حقوق سے محروم رکھا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ فلسطینیوں نے اور انکے صدر نے اس سلسلے میں ایک بہت بڑا اقدام اٹھایا ہے جس میں مشرق وسطیٰ میں ایسے حالات پیدا کرنے کا ذکر ہے کہ تمام لوگ امن و امان کی زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن ہر دفعہ فلسطینیوں کی امن کی خواہش کے اظہار نے اسرائیل کو تشدد پر اکسایا ہے۔ اقوام متحدہ کے اس کمیشن کی رپورٹ جسے فلسطینیوں کے حقوق انسانی کے سلسلے میں مقرر کیا گیا تھا نہایت تکلیف دہ ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں کے سلسلے میں پہلے سے بھی زیادہ شدت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ خاص طور پر مقبوضہ علاقے میں ایسا لگتا ہے کہ اسرائیلیوں نے مقبوضہ علاقے کے خلاف جنگ کا اعلان کر رکھا ہے۔ حالانکہ فلسطینی اپنا دفاع کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں۔ لیکن اسرائیلیوں کو اور دیگر تمام لوگوں کو یہ بات ہر گز نہ بھولنی چاہیے کہ جو لوگ اپنی آزادی کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں انکا مقدر کامیابی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ تاخیر تو ہو سکتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ انکی آزادی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے سلب کر لیا جائے وہ دن ضرور آئے گا جب فلسطینی اپنی آزاد ریاست کا قیام کر سکیں گے اور دنیا کی قوموں میں اپنا مقام پیدا کر لیں گے۔

پاکستانی نمائندے نے کہا کہ ہم پاکستانی فلسطینیوں کا ہر طرح ساتھ دیتے رہیں گے اور ہمیشہ ان کے ہر ایسے اقدام کی حوصلہ افزائی کریں گے جس سے وہ آزادی کی طرف آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

آنیوالے کل کا ہانگ کانگ

اس وقت ہانگ کانگ کے گورنر سر ڈیوڈ ولسن ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں ہانگ کانگ چین کا حصہ بن جائے گا۔ اور برطانوی سربراہی اس سے سبکدوش ہو جائے گی۔ گذشتہ سال جب چین میں تیانامن میں طلباء اور مزدوروں کے مظاہرے ہوئے تھے اور جن کو دبانے کی وجہ سے دیگر ممالک چین سے خاصی حد تک برگشتہ ہو گئے تھے اور ان مظاہروں کا ہانگ کانگ پر بھی اثر پڑا تھا چنانچہ ہانگ کانگ کے متعلق چین نے یہ محسوس کیا کہ یہ علاقہ اگرچہ چین کے پاس تو آجائے گا۔ لیکن چین کی مخالفت کا گڑھ رہے گا۔ وہاں کی ایک بہت امیر کبیر عورت جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سر ڈیوڈ ولسن کے بعد وہاں کی سربراہ حکومت ہوں گی اور جن کا نام ڈن (DUNN) ہے لیکن انہیں بیرونس ڈن آف ہانگ کانگ آئی لینڈ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ جب ہانگ کانگ میں حکومت بدلے گی تو کیا وہاں کے باشندوں کو وہی سہولتیں میسر رہیں گی۔ جو اس وقت میسر ہیں یا کیا ان کا طرز زندگی اس حد تک تو نہیں بدلنا پڑے گا۔ کہ وہ اپنی شناخت کھو بیٹھیں۔ انہوں نے لارڈز (لنڈن) میں تقریر کرتے ہوئے اپنے خدشات کا ذکر کیا۔ ان کا پورا نام لیڈیا ڈن (LYDIA DUNN) ہے۔ وہ ایگزیکٹو کونسل کی سینئر ممبر بھی ہیں۔ جیمز کیلاہن جو برطانیہ کے لیبر کے وزیر اعظم تھے۔ ان کے دائیں طرف تھے اور کنزرویٹو پارٹی کے سابق وزیر خارجہ لارڈ کیرنگٹن ان کے بائیں طرف تھے اور انہوں نے تقریر کرتے ہوئے اس خدشے کا اظہار کیا کہ تبدیلی کے بعد وہاں کی طرز زندگی پر کتنا اثر پڑے گا۔ انہوں نے کہا اس بات کے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہانگ کانگ کے لوگوں کو اپنے مستقبل کے لئے پر اعتماد رہنا چاہیئے کیونکہ بعض باتیں ایسی ہیں جو عوام الناس اس لئے مان نہیں سکتے کہ کہنے والا ایسا شخص ہے جس کی زندگی میں کوئی خطرات درپیش نہیں ہیں۔ جو عوام الناس کو ہیں۔ دراصل یہ ان کی طرف سے وزارت خارجہ اور چین کے افسران خصوصی کے نام ایک پیغام تھا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہانگ کانگ کے لوگوں کی سوچ کیا ہے۔ انہوں نے کھلے الفاظ میں یہ بات کہی کہ "لارڈز" کو اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیئے کہ لوگوں کے دلوں میں کس قسم کے شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کچھ ایسی باتیں کہیں جن کی چین میں یقیناً پذیرائی ہو گی۔ بیرونس ڈن نے لارڈز کو یہ بات یاد دلائی کہ وہاں ۱۵۰ سالہ پرانی تاریخ کے متعلق یہ سمجھا جائے گا کہ چین کے ماضی اور چین کے مستقبل کے درمیان یہ ایک چھوٹا سا درمیانی وقفہ تھا۔ چین والے اس بات کو کبھی بھول نہیں سکتے کہ ۱۸۴۱ء میں ہانگ کانگ پر کس طرح قبضہ کیا گیا تھا۔ اس وقت ہانگ کانگ کو افیم اور چرس کی تجارت کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ بیرونس ڈن نے کہا کہ اگرچہ برطانوی راج نے لوگوں کو انصاف مہیا کیا۔ اور انسانی حقوق کی بہت پذیرائی کی گئی اور مقامی امراء نے بھی اس میں خاصا مفید کردار ادا کیا لیکن یہ بات بھلائی نہیں جا سکتی کہ ان کے شانہ بشانہ ایک بہت بڑی تعداد عوام الناس کی تھی۔ جنہوں نے ہانگ کانگ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی اور انہوں نے ایسے کام شروع کئے۔ جن کی وجہ سے کئی خاندانوں کو خورد و نوش کے لئے آسانیاں پیدا ہو گئیں۔ بیرونس ڈن نے اپنی تقریر میں آنے والے مستقبل کا ذکر کیا اور کہا کہ ہانگ کانگ اس وقت دنیا کا ایک مضبوط اقتصادی یونٹ ہے۔ یہ ہمیشہ چین۔ ایشیا اور برطانیہ کے لئے اہم مواقع پیدا کرتا رہے گا۔ انہوں نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ اس وقت ہانگ کانگ سے تقریباً ایک ہزار افراد ہر ہفتے ترک سکونت کر کے دوسرے علاقوں میں جا رہے ہیں۔ انہیں مستقبل بھیانک نظر آتا ہے اور وہ اس کے خوف سے وہاں رہنا مناسب نہیں سمجھتے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چین کے ساتھ بہتر تعلقات پیدا کرنے سے ہی ان لوگوں کے دلوں میں اعتماد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ جب ایک عرصے تک کوئی قوم کسی دوسری قوم پر حکومت کرتی رہی ہو اور پھر اسے چھوڑ کر واپس جانے لگے تو اس کے اپنے باشندے جو اس ملک میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ ان کے ماضی کو کس طرح دیکھ کر لوگ ان سے کیا سلوک کریں گے۔ ہانگ کانگ کے ساتھ بھی اس وقت یہی کیفیت ہے وہاں برطانوی لوگ جو ایک عرصے سے نہایت آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اب اس تبدیلی سے گھبرانے لگے ہیں ہو سکتا ہے ان کے ساتھ اچھا ہی سلوک کیا جائے لیکن اس اچھے سلوک کی انہیں امید کم ہے اور ابھی انہیں ہانگ کانگ میں اپنے قیام پر اعتماد پیدا نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ ۱۹۹۷ء کے بعد چند سال اس بات میں لگیں کہ برطانوی لوگوں کو وہاں آرام سے رہنے کا موقعہ ملے اور انہیں اپنے مستقبل پر اعتماد پیدا ہو۔

گردے کی تبدیلی

انسان کو زندہ رہنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مختلف زمانوں میں اسے مختلف کام کرنے پڑے ہیں زندگی کے لئے خوراک بھی ضروری ہے اور خوراک خریدنے کے لئے روپیہ چاہیے اور زندگی کے لئے صحت بھی ضروری ہے اور صحت نہ ہو تو علاج کروانا پڑتا ہے یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ انسان کے لئے یا انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ گردے کی بیماری بہت پہلے بھی ہو گی لیکن آج کل تو خاصی زیادہ ہے اور جب ایک گردہ بالکل خراب ہو جائے تو اس کے لئے کسی صحت مند انسان کے گردے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے جسم سے نکال کر اس دوسرے شخص کے جسم میں لگا دیا جائے پہلے پہل تو یہ تجربے کامیاب نہ ہو سکے لیکن اب کچھ عرصے سے یہ تجربے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاصے کامیاب ہیں ۔ اگرچہ جب کوئی بات زیادہ کامیاب ہونے لگ جاتی ہے تو اس کا معیار گرنا شروع ہو جاتا ہے اس وقت غالباً بمبئی میں سب سے زیادہ گردوں کی تبدیلی کا کام ہو رہا ہے ۔ بیمار آدمی دنیا بھر کے کسی بھی علاقے سے کسی صحت مند شخص کا گردہ خریدتا ہے اور اپنے خراب گردے کی جگہ اسے لگوا لیتا ہے اور جو شخص اپنا صحت مند گردہ بیچتا ہے وہ بھی اپنی خورد و نوش کی ضروریات کے پیشِ نظر ہی ایسا کرتا ہے ورنہ کون چاہے گا کہ اچھے بھلے انسان کے اچھے بھلے ایک گردے کو نکال باہر کیا جائے لیکن ایسا ہو رہا ہے تمام علاقوں سے لوگ بمبئی پہنچتے ہیں اور گردہ خرید کر اپنے خراب گردے کی جگہ لگوا لیتے ہیں ۔

اب دیکھا گیا ہے کہ یہ گردہ لگوانے والے مریض اگرچہ بظاہر اچھے ہو جاتے ہیں لیکن اِن میں سے بعض زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتے اور بعض ایسے بھی ہیں جنہیں گردے کی جگہ اور بیماریاں لاحق ہو گئیں اور ان بیماریوں میں ایک انتہائی خطرناک بیماری ایڈز بھی ہے حال ہی میں ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے مغربی ایشیا کے ۱۳۰ مریضوں کا معائنہ کر کے یہ بات معلوم کی ہے کہ انہوں نے گردے تبدیل تو کروائے تھے ۔ اور بھارت کے صحت مند لوگوں کے گردے لگوائے تھے ۔ لیکن غیر معمولی طور پر ان لوگوں میں اموات زیادہ واقع ہوئی ہیں ان میں سے ۲۵ تو ایسے تھے جو گردہ لگوانے کے بعد جب اپنے ملک واپس پہنچے تو جاتے ہی ختم ہو گئے ان میں سے ۴ نے برطانوی میڈیکل جرنل لینسٹ سے رابطہ پیدا کیا ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب سے یہ بات زیادہ تر کمرشل بن گئی ہے مریضوں کو فائدے کی بجائے نقصان زیادہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ایسے لوگ جنکی صحت اس قابل نہیں ہوتی کہ ان کا گردہ بدلا جائے ڈاکٹر ان کا بھی گردہ بدل دیتے ہیں اور نتیجتاً مریض اچھا گردہ لگوانے کے باوجود زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جن لوگوں نے بھارت میں گردے بدلوائے وہ جب واپس اپنے ملک پہنچے تو بکٹیریا اور وائرس نے ان کے جسموں میں خرابی پیدا کر دی ہوئی تھی ۔ بہت سے مریض جب واپس گئے تو ان کے پاس مکمل طبی رپورٹیں نہیں تھیں اور اس لئے ان کے اپنے ملکوں کے ڈاکٹر ان کی صحیح طور پر دیکھ بھال نہ کر سکے ۔ اور جو لوگ وہاں سے کوئی ڈیفنس لے کر گئے تھے ان کے متعلق بھی پتہ چلا کہ وہ ڈیفنس درست نہیں تھے یعنی ان ڈاکٹروں کے جاری کردہ نہیں تھے ۔ جنہوں نے گردہ بدلا تھا اور ان ڈیفنسز پر ان یونٹس کے نام بھی درج نہیں تھے جہاں گردہ بدلا گیا تھا ۔ جس کی وجہ سے ان کے اپنے ملک کے ڈاکٹر کسی سے خط و کتابت کر کے مزید معلومات حاصل نہ کر سکے گویا کہ صحت کی ضرورت پوری کرنے کے لئے جو لوگ گردہ بدلاتے ہیں ان کو بعض ایسی مشکلات پیش آ جاتی ہیں کہ وہ پہلے جیسی زندگی بھی نہیں گزار سکتے بلکہ ان میں سے متعدد لوگ تو اپنی جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اب اس سلسلے میں کیا کہا جائے کہ ایک طرف گردہ بیچنے والے لوگ موجود ہیں اور وہ اپنی رقم وصول کر لیتے ہیں دوسری طرف گردہ لگوانے والے لوگ موجود ہیں اور ان سے ڈاکٹر بھاری بھاری فیسیں وصول کر لیتے ہیں لیکن جہاں تک مریض کا تعلق ہے اس کام کے کمرشل ہو جانے کی وجہ سے اسے وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جس کے لئے وہ ایک خطیر رقم ادا کرتا ہے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا علاج کیا ہے کیونکہ ضرورت مند یہ عام طور پر دیکھنے کے قابل نہیں ہوتا کہ کل کو کیا ہو گا وہ فوری طور پر اپنا علاج چاہتا ہے اور جہاں سے بھی اسے ملتا ہے وہ لے لیتا ہے یہ وہ کیفیت ہے جو نیم حکیم کی سی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر تو ایسے موجود ہیں جو صحیح طور پر گردہ بدل سکتے ہیں لیکن ان کا کام بالکل ایسا ہو گیا ہے جیسے نیم حکیم کا کام ہوتا ہے ۔

مسالحہ جات

بین المملکتی تعلقات میں ایک بات جو ہے تو بہت اہم لیکن عام طور پر عوام الناس کو نظر نہیں آتی اور اس کی اہمیت کا بھی انہیں احساس نہیں ہوتا ۔ وہ مختلف ملکوں کی آپس میں تجارت ہے ۔ اگرچہ تجارت کے علاوہ بھی کئی ایسی باتیں ہیں جو تعلقات کے بنانے یا بگاڑنے میں کام آتی ہیں ۔ لیکن تجارت ایسی چیز ہے جو باقی سب چیزوں پر حاوی ہو جاتی ہے ۔ اور وہ اسلئے کہ اس میں روپیہ ہے اور روپے کے بغیر کونسی گاڑی چل سکتی ہے ۔ ہندوستان سے مسالحہ جات سینکڑوں سالوں سے دیگر ممالک میں بھیجے جا رہے ہیں ۔ یورپ اور امریکہ تو خاص طور پر ہندوستانی مسالحوں کے خریدار رہے ہیں ۔ بلکہ مغل بادشاہوں کے زمانے میں تو یورپ سے آنیوالے لوگ مسالحوں پر ہی فریفتہ ہو جایا کرتے تھے ۔ لیکن اب کہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسالحوں کی قیمت چڑھ گئی ہے ۔ ان کا ذائقہ کمزور پڑ گیا ہے اور اس طرح ان کی فروخت بھی کم ہو رہی ہے ۔ خاص طور پر اسلئے بھی کہ بعض دیگر ممالک جو مسالحہ جات پیدا کرتے ہیں ۔ منڈی میں اسطرح آوارد ہوئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ۔ عنقریب وہ ہندوستان کو اس منڈی سے خاصا دور دھکیل دیں گے ۔ اس وقت ساری دنیا کے مسالحوں کا ۲۵ فیصد ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے اور چار لاکھ ٹن مسالحہ ہر سال ۱ء۳ ۔ ارب ڈالر کی قیمت پر باہر بھیجا جا رہا ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ مسالحوں کی اتنی بڑی مقدار اور اس سے اتنی بڑی آمد اگر رُک جائے تو ہندوستان کا کیا حال ہو گا ۔ گذشتہ دو چار مہینے سے تو خلیج کا تنازعہ بھی اس تجارت پر خاصا اثر انداز ہو رہا ہے ۔ اس وقت زیادہ تر مسالحہ خریدنے والوں کی توجہ گوئٹے مالا، چین، برازیل، سری لنکا، انڈونیشیا اور بعض دیگر جنوب ایشیائی ممالک کی طرف ہو رہی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے مسالحے بہتر بھی ہیں اور کم قیمت پر بھی ملتے ہیں ۔ یہ کہ ہندوستان کو اس معاملے میں خاموشی سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے ۔ یہ بات اس عالمی کانگریس کے اجلاسوں میں کہی گئی جو گذشتہ ماہ بنگلور میں مسالحہ جات کے سلسلے میں منعقد کی گئی تھی ۔ اس کانفرنس کے اغراض و مقاصد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ہندوستان کی برآمدات کم ہو گئی ہیں ان کو کس طرح دوبارہ بحال کیا جائے ۔ اور جن ملکوں سے اب مقابلہ شروع ہو گیا ہے ۔ مثلاً ملیشیا، ویٹ نام، انڈونیشیا اور برازیل انہیں مسالحہ جات کے سلسلے میں کس سلوک کا روادار رکھا جائے اور کس طرح سے خریدار پیدا کئے جائیں ۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی آب و ہوا مسالحہ جات کے لئے بہت سازگار ہے ۔ مسالحہ جات میں اتنی چیزیں شامل کی جاتی ہیں وہ سب کی سب ہندوستان کے مختلف علاقوں میں خاصی مقدار میں پیدا کی جا سکتی ہیں اور پیدا کی جاتی رہی ہیں ۔ سب سے زیادہ ان میں مرچ برآمد کی جاتی ہے اور مرچ کی برآمد سے ۹ کروڑ ڈالر سالانہ حاصل کئے جاتے ہیں ۔ لیکن موسم کے تبدیل ہونے کی وجہ سے اب ان چیزوں کی پیداوار پر خاصا بُرا اثر پڑا ہے ۔ جہاں تک عمومی پیداوار کا تعلق ہے ۔ ہندوستان میں ایک ہیکٹر سے ۳۱۱ ۔ کلوگرام (۳۱۱ کلوگرام کا مطلب ہے ۶۹۰ پونڈ) مرچ اگتی ہے ۔ جبکہ انڈونیشیا میں ۵۵۰ کلوگرام یعنی ۱۲۰۰ پونڈ اور برازیل ۱۲۰۰ کلوگرام یعنی ۲۶۵۰ پونڈ اور ملیشیا میں ۱۵۷۵ ۔ کلوگرام یعنی ۳۵۰۰ پونڈ مرچ فی ہیکٹر حاصل کی جاتی ہے ۔

کانگرس کی افتتاحی تقریب میں جاپان کے منیروشی کوبایاشی نے اس پُرامید نوٹ پر اپنی تقریر کا اختتام کیا کہ جاپان میں کھانے کی عادتیں بدل رہی ہیں اور پہلے کی نسبت مسالحے کی مانگ آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جاتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں خورد و نوش میں جو تبدیلیاں آ رہی ہیں ۔ ان میں ایک تبدیلی یہ بھی ہے کہ لوگ مختلف قسم کے ذائقے کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ اور ذائقے کو بدلنے کیلئے مسالحے خاص اہمیت رکھتے ہیں ۔

ایڈز کے متعلق تحقیقات

نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحبان جو ایڈز کے سلسلے میں تحقیقات کر رہے ہیں اب انہوں نے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل کر لی ہے کہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ ایڈز کی وائرس کس طرح انسانی جسم میں داخل ہوتی ہے اور سفید سیلز کو متاثر کرتی ہے ۔ جو کچھ انہوں نے اب معلوم کیا ہے اسکا نام انہوں نے سی ۔ ڈی ۔ ۴ رکھا ہے یہ سفید خون کے سیلز پر ایک پروٹین ہے جو عام طور پر دفاع کی قوتوں کو مجتمع کرتی ہے اور مرض کی حفاظتی تدابیر میں مدد دیتی ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں پر ایڈز کی وائرس حملہ کرتی ہے اور وہاں سے سیلز میں داخل ہو جاتی ہے ۔

تحقیقات کرنے والی دو ٹیموں نے اپنی اپنی الگ الگ تحقیقات کے مطابق سی ۔ ڈی ۔ ۴ کی تشکیل کے متعلق ایک ہی جیسے نتائج

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

المحراب

المحراب

مجلہ لجنہ اماء اللہ کراچی

بسلسلہ صد سالہ جشن تشکر

دیر آئد درست آئد کا محاورہ تو کئی دفعہ استعمال کیا تھا۔ لیکن ہر دفعہ یوں لگتا تھا جیسے کچھ تشنگی رہ گئی ہے۔ اسلئے کہ ہر وہ شخص جو کسی محفل میں دیر سے آتا محض اسکو خوش کرنے کیلئے کہہ دیا جاتا کہ "دیر آئد درست آئد" حالانکہ درست آئد والی بات ہر موقعے پر درست ثابت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن المحراب جو ہم سمجھتے ہیں کہ آج سے کافی عرصہ پہلے شائع ہو کر جماعت کے شائقین کے ہاتھوں میں چلا جانا چاہیے تھا۔ اب تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ چھپ کر احباب تک پہنچنا شروع ہوا ہے۔ اگرچہ یہ خوشی کی بات ہے کہ لجنہ اماء اللہ کراچی کے پاس ایجنٹ حضرات موجود ہیں جو اسے خدا کے فضل سے جلد سے جلد دوستوں تک یا احباب تک پہنچانے میں پوری تگ و دو کریں گے ہو سکتا ہے کہ اب جب کہ ہم المحراب کا تعارف تحریر کر رہے ہیں اگر آپ اس پرچے کی کاپی حاصل کرنا چاہیں تو آپ کو بتایا جائے کہ آپ لائبریری سے تو دیکھ سکتے ہیں لیکن فروخت کیلئے اب اسکی کوئی کاپی موجود نہیں ہے۔ المحراب کے متعلق "دیر آئد درست آئد" کا محاورہ بالکل ٹھیک بیٹھتا ہے۔ دیر سے تو آیا ہے لیکن آیا درست ہے۔ خوبصورت اور خوب سیرت۔

بہرحال تعارف ہم کروائے دیتے ہیں۔

آپ چاہے خرید کر پڑھیں یا کسی لائبریری سے حاصل کر لیں۔ یا اگر ممکن ہو تو اپنے کسی دوست یا اپنی کسی سہیلی سے لے لیں۔

المحراب محترمہ سلیمہ میر صاحبہ جو لجنہ کراچی کی صدر ہیں کی زیر سرپرستی اور محترمہ امۃ الرفیق پاشا صاحبہ کی مشاورت سے اور امۃ الباری ناصر اور نگار علیم کی ادارت میں شائع ہوا ہے۔ اسکے پبلشر سلطان احمد صاحب طاہر۔ اداریے میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ یقیناً آپکی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اسلئے ہم اداریہ پیش کئے دیتے ہیں امۃ الباری ناصر نے اداریہ لکھا ہے اور وہ کہتی ہیں "الٰہی سلسلوں کی تقویم شب و روز، قوت کار، رفتار، ترقی اور پھیلاؤ کے انداز مروج حسابی قاعدوں سے مختلف ہوا کرتے ہیں انہیں ناپنا یا سمیٹنا انسانی قویٰ سے بالاتر ہوتا ہے اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہمارے کام کی نوعیت کا اندازہ کرنا ممکن ہوگا۔ جماعت کی بھرپور زندگی کے سو سال اور لجنہ کراچی کے ۵۰ سال کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالنا کارِ دارد تھا۔ جس صورت میں اسوقت المحراب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اسکی تدوین کے پیچھے کتنی مشقت اور عرق ریزی ہے اسکو تصور میں لاتے ہوئے اسکی کمزوریوں سے صرف نظر کرنے کی درخواست ہے۔ حسن تو بہرحال آپ کا حسن نظر ہے۔ کراچی کے مخصوص حالات کی وجہ سے مجلّے کی تیاری میں قباحتیں آڑے آتی رہیں۔ اور کئی دفعہ ایک ہی قدم پر کھڑے دیکھتے کہ کب حالات سازگار ہوں تو اگلا قدم رکھا جائے۔ اور یہی امر باعثِ تاخیر بھی ہوا۔ لجنہ کراچی کی تاریخ کا پہلا سووینئر تیار کرنے میں نئی دنیا دریافت کرنے کے مترادف تجربوں سے گذرنا پڑا۔ کیونکہ سامنے کوئی مثال موجود نہیں تھی۔ اب یہ ارادہ ہے کہ بتوفیقِ ایزدی لجنہ کراچی کی مفصل تاریخ مرتب کی جائے تاکہ جن تفصیلات کو بدقت مختصر کر کے پیش کیا ہے اسے قدرے تفصیل سے سامنے لا کر آئندہ آنیوالوں کے لئے سہولت پیدا کی جا سکے۔ صد سالہ احمدیہ جشنِ تشکر پر ہم اپنے قارئین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اپنی اہل قلم معاونات کے تہہ دل سے ممنون ہیں جنکے نتیجہ ہائے فکر ہمارے سووینئر کی زینت ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری اس کوشش کو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھے"

ہم نے اداریہ پہلے پیش کر دیا حالانکہ جو کچھ صدر لجنہ اماء اللہ کراچی محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نے تحریر کیا ہے شاید اسکا ذکر پہلے آنا چاہئے تھا۔ بہرحال ان کی مختصر سی تحریر میں سے ایک اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتی ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک باصلاحیت خاتون امۃ الباری ناصر صاحبہ سکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی کی صورت میں عطا کی ہے۔ اس مجلّہ کی اشاعت کیلئے انہوں نے بہت محنت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی معاونات اور لجنہ کراچی کی تمام کارکنات کی خدمت قبول کرے اور خود ان کی جزا بن جائے۔ آئیے ان احسانات خداوندی کا شکر اس رنگ میں کریں کہ نئی صدی کی محراب میں سے گذرنے کا حق ادا کرنے کیلئے جہاں بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریں وہاں خود کو بھی نمونہ بنائیں۔ اور خاص طور پر اپنی اُن روحانی بیماریوں سے کلّی طور پر کنارہ کشی کر لیں جن کی نشان دہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی ہے۔ یعنی ناشکری اور غیبت۔ صد سالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر اتنا شکر کریں کہ ناشکری کیلئے کوئی خلا نہ چھوڑیں کیونکہ جہاں شکر آگیا۔ وہاں ناشکری کا کوئی مقام نہیں۔ اور غیبت اور بدظنی کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (آپ پر سلامتی ہو) نے ملفوظات میں فرمایا ہے۔ "دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اسکی کنجی اسکے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اسکے اندر کیا ہے۔ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ"۔

مجلّہ میں اردو بھی ہے اور انگریزی بھی۔ نظم بھی ہے اور نثر بھی۔ اور اس سب کچھ کے علاوہ خاصی تعداد میں تصاویر موجود ہیں۔ ایک بات جو کسی مجلّہ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ وہ آٹو گراف بک ہے۔ متعدد دستخط دکھائے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ ایک نیا اور انوکھا خیال مجلہ میں پیش کیا گیا ہے۔

مضامین کے متعلق اگر ہم ایک ایک مضمون کا تعارف کروانے لگیں تو یقیناً یہ تعارف بھی مجلّے کے قریب قریب حجم کا ہو جائے گا۔ اسلئے کہ مضامین مختصر ہیں اور متنوع عنوانات پر لکھے گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ ہم تعارف کو مختصر رکھیں اور آپ کی تشنگی کو تعارف کے ذریعے کم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ آپ کی تشنگی کو اور بڑھانے کیلئے چند سطور ہی میں اس تعارف کو ختم کر دیں۔

(ن۔ س)

خبروں کا پس منظر

جمہوریت نام ہی اس بات کا ہے کہ لوگوں کی رائے معلوم کر لی جائے کہ کون حکمرانی کرے اور یہاں "کون" سے کوئی فردِ واحد مراد نہیں بلکہ پارٹی مراد ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ جہاں پارٹیاں ہونگی اور ووٹ لے کر فیصلہ کیا جائے گا کہ کون حکمرانی کرے وہاں ایک پارٹی ایسی بھی ہو گی (اگرچہ زیادہ بھی ہو سکتی ہیں) جو حکومت کرنے والی پارٹی کے مخالف ہو گی اس لئے حکومت میں یا اسمبلی میں ایک حزب اقتدار ہوتا ہے اور ایک حزب مخالف۔ حزب مخالف کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ حزب اقتدار کے خلاف تنقید کر کے لوگوں کو یہ بتائے کہ یہ پارٹی حکومت کے قابل نہیں ہے اور کہ اگر وہ برسرِ اقتدار آجائے تو یقیناً لوگوں کا بھلا ہو گا۔ حزب مخالف کا یہ دعویٰ کہ وہ بہتر پارٹی ہے۔ اس بات کے لئے کافی نہیں کہ حزب اقتدار، اقتدار چھوڑ دے، اور دوسری پارٹی کو اقتدار دے دے لیکن اگر ایک شخص نے فوج کے بل بوتے پر اپنے آپ کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا لیا ہو تو اس کے لئے تو حکمرانی کسی طرح بھی لوگوں کی مرضی کے خلاف جائز نہیں۔ بنگلہ دیش میں سابق صدر حسین محمد ارشاد نے اسی طرح اقتدار حاصل کیا تھا لوگوں نے مخالفت کی لیکن وہ ڈٹے رہے۔ مخالفت ہوتی رہی اور وہ اپنی کرسی کو مضبوطی سے تھامے رہے۔ اب مخالفت حد سے بڑھ گئی، تو انہیں سمجھ آئی کہ اب اقتدار چھوڑے بغیر چارہ نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے استعفےٰ دے دیا۔ لیکن صرف استعفیٰ کافی نہیں سمجھا گیا۔ آخر انہوں نے اپنے دورِ اقتدار کو جو لمبا کیا تو یقیناً لوگوں کو احساس ہو گا کہ یہ سب کچھ ظالمانہ طریق پر کیا جا رہا ہے اور ظلم کا بدلہ لینا چاہیئے۔ یا یوں کہیئے کہ ظلم کرنے والے کو سزا ملنی چاہیئے۔

چنانچہ اب انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور نگران حکومت سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ان پر مقدمہ چلایا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان پر مقدمہ ضرور چلے گا اور انہیں سزا بھی ضرور ہو گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو لوگ پسند نہ کریں تو اسے امامت چھوڑ دینی چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ امامت یا حکومت کا یہ سنہری اصول ہے کہ امامت لوگوں کو کروانی ہے حکومت لوگوں پر کرنی ہے اگر لوگ آپ کو پسند نہیں کرتے تو آپ زبردستی ان کے امام کیوں بنتے ہیں۔ یا ان پر حکومت کرنے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سنہری اصول سے رُو گردانی کرے گا۔ غلط کار ہو گا۔ اور ایک نہ ایک دن اسے برا انجام دیکھنا پڑے گا۔

صدر حسین محمد ارشاد کو دیر سے معلوم ہو چکا تھا کہ لوگ انہیں پسند نہیں کرتے۔ پھر وہ اپنی کرسی کے ساتھ چمٹے کیوں رہے۔ بندوق کے زور سے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری مبارک مصلح الدین احمد

امتحان کی تیاری کا ایک نسخہ

۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء کے الفضل میں سہیل احمد قمر صاحب کا مضمون "امتحان کی تیاری کا ایک نسخہ" پڑھکر مجھے اپنے طالبعلمی کا زمانہ یاد آگیا کہ کس طرح ہم بھی مطالعہ کیا کرتے تھے اور امتحان کی تیاری بھی۔ مجھے ایک نہایت کارآمد نصیحت میرے والد بزرگوار حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے فرمائی کہ جو سبق استاد نے پڑھانا ہوتا ہے ایک دفعہ ضرور دیکھ کر کلاس میں جانا۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ کچھ شدھ بدھ پہلے ہی ہوتی اور لیکچر بہت ہی اچھی طرح سمجھ آجاتا دوسرے یہ کہ ساتھ کے ساتھ نوٹس لیتے جانا اور گھر آکر جو ذرا صاف نہ ہو اس حصہ کو صاف لکھ کر NOTES بہت مختصر وقت میں تیار ہو جاتے۔ اس کے بعد مختلف مصنفین کی کتب دیکھ کر آسان ترین اور اپنے الفاظ میں نوٹس بنا لینا۔ عناوین اور ذیلی عناوین اور مختلف STEPS کو نمایاں کرنا اور جو بنیادی نکتہ ہو اس پر حاشیہ میں لکیر لگا کر نمایاں کرنا۔ مختلف کتب سے حاصل شدہ مثالیں اور وضاحتیں وغیرہ بھی نوٹ کرنے کے بعد جو سوالات حل کرنے ہوتے وہ تمام مشقیں حل کرنا یوں سمجھئے کہ ایک عمدہ کتاب جسمیں آرٹیکل مثالیں اور سوالات حل شدہ تیار ہو جاتے۔ اپنے نوٹس بنانے کا فائدہ یہ ہوتا کہ ذہن میں ہر بات اچھی طرح واضح ہو جاتی اور صفحات اور لائنیں اور شکلیں حافظہ میں محفوظ ہو جاتیں۔ اور جب بھی کوئی ٹیسٹ یا امتحان دینا ہوتا تو اسمیں سے کم سے کم وقت گذار کر دہرائی ہو جاتی۔ امتحان کی تیاری کے لئے SHORT NOTES کی الگ کاپیاں بھی بہت مفید رہتیں جن میں مختلف فارمولے مسئلوں کے بیانات ثبوت کے STEPS اور ان سے نکلنے والے نتائج صریح اور ان کی مختلف شکلیں اور ایک سے دوسری کا DEDUCTION وغیرہ لکھنا کافی ہوتا اسطرح ہر مضمون کی ایک کاپی موسومہ بہ "امتحان سے ایک گھنٹہ قبل" تیار ہو جاتی۔ رٹا لگانا تو کسی طرح بھی درست یا مفید نہیں۔ بہترین طریق یہی ہے کہ مضمون کو سمجھا جائے اور صرف اسکے اہم نکات اور KEYS یاد رکھے جائیں اور پھر دو تین بار ان میں سے گذر کر لکھنے کی مشق کی جائے۔ مختصر نوٹس سے دہرائی جلد جلد ہو جانے کے بارہ میں ایک دلچسپ واقعہ عرض کروں کہ جب میرا ایم اے (ریاضی) فائنل امتحان تھا تو میرے ایک بزرگ باہر سے آئے ہوئے تھے علی الصبح وہ مجھے دیکھ رہے تھے کہ میں جلدی جلدی صفحے پر صفحے الٹاتا جاتا تھا۔ اور بس مختصر نظر ڈال کر مختصر ترین وقت میں اپنی کاپی میں سے گذر جاتا۔ جب میرا رزلٹ آیا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے اور مجھے گلے لگا کر فرمانے لگے بھئی میں تو سمجھتا تھا کہ تم صرف ورقے ہی الٹاتے ہو لیکن آج معلوم ہوا کہ نہیں بلکہ تم نے پڑھا بھی تھا۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے ہمیں ایک لیکچر میں یہ طریق سمجھایا کہ گذشتہ ۴۔۵ سال کے امتحانوں کے پرچے لیکر انکو حل کریں۔ پہلی کوشش میں آپ اگر ۴½ گھنٹہ میں پورا پرچہ حل کر لیں تو دوسری مشق میں ۳½ گھنٹہ میں اور تیسری مشق میں ۲½ گھنٹے میں حل کر لیں گے۔ اسطرح ایک ہی پرچہ کو بار بار حل کئے جائیں۔ حتیٰ کہ آپ ۱½ گھنٹہ میں وہ پرچہ حل کر لیں جو امتحان میں آپ نے ۳ گھنٹہ میں حل کرنا ہے۔ اب آپ سمجھیں کہ آپ اس قابل ہوں گے کہ جو پرچہ آئیگا وہ آپ ۳ گھنٹہ میں تسلی کے ساتھ حل کر کے دہرائی کرنے کے بعد ممتحن کے حوالہ کر سکیں گے۔ میں نے پہلی مرتبہ اسکا تجربہ یوں کیا کہ کلاس میں جو ٹیسٹ دیا گیا اسکے مسئلے اور سوالات میں نے ۱½ گھنٹہ میں حل کئے دوسری دفعہ ۱ گھنٹہ اور تیسری دفعہ ۴۰ منٹ میں۔ چنانچہ جب پرچہ دیا گیا جو کہ ۸۰ منٹ کا تھا تو میں نے اسے ۲۵ منٹ میں حل کر لیا۔ استاد نے مذاق جانا یا سمجھا کہ میں نے پورا حل نہیں کیا۔ لیکن جب متعجب انداز میں انہوں نے ورق گردانی کی تو معلوم کر کے حیران ہو گئے کہ سارا پرچہ ٹھیک ٹھیک حل شدہ ہے۔ اور انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ ایک نصیحت والد صاحب محترم نے مجھے یہ بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کہ جو علم بھی حاصل کرو اسے خرچ کرو یعنی دوسروں تک پہنچاؤ۔ کی تعمیل میں جب بھی کوئی مشکل مسئلہ یا سوال محنت اور کوشش سے حل کر لو تو ان ساتھیوں کو جو ابھی تک اسے حل نہیں کر سکے یا نسبتاً کم درجہ کے طالبعلم ہیں ان کو خود OFFER کر کے سمجھا دو۔ چنانچہ میں بہت سے سوالات جن کے حل کرنے میں بعض اوقات کئی کئی گھنٹے لگ جاتے اپنے ساتھیوں کو از خود سمجھا دیتا اور اگر کسی کتاب سے کسی مسئلہ کا بہتر اور آسان ثبوت مل جاتا تو اپنے ساتھیوں کو وہ سمجھاتا اسطرح دوسروں کی خدمت کے ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوتا کہ مجھے وہ مسائل اور سوالات بالکل ازبر ہو جاتے اور امتحان میں پرچہ بڑے ہی اعتماد تسلی اور سکون کے ساتھ حل کرنے کی توفیق ملتی۔ ایک اور بات بہت ضروری ہے کہ بجائے اسکے کہ امتحان کے قریب آکر کئی کئی گھنٹے پڑھا جائے سارا سال روزانہ معمول کی مگر مسلسل پڑھائی زیادہ بہتر رہتی ہے۔ اس سے ایک تو مضمون باآسانی ذہن نشین ہوتا جاتا ہے۔ دوسرے امتحان کے قریب دہرائی بہت تیزی سے ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ آپ محض پڑھتے ہی نہیں رہتے بلکہ گیمز بھی کھیل سکتے ہیں اور دیگر کالج اور یونیورسٹی کے مشاغل میں بخوبی حصہ لے کر اس خوشگوار ماحول کا پورا پورا لطف بھی اٹھا سکتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ بہت زیادہ پڑھتے اور رات دن مشغولِ مطالعہ رہتے ہیں۔ وہ دیگر مشاغل میں شمولیت کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔ نتیجتہً وہ خشک مزاج اور مزاح سے کوسوں دور رہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ زندگی تو وہ ہے۔ جسمیں انسان کام بھی خوب کرتا رہے اور مختلف النوع پروگراموں اور مشاغل سے لطف اندوز بھی ہوتا رہے۔ ہمارے وقت میں سارا کام ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔ اور بعض اوقات کتاب نہیں ملتی تھی تو لائبریری میں بیٹھ کر سینکڑوں کاغذ نقل کرنے پڑتے تھے اب فوٹو سٹیٹ وغیرہ کی سہولت میسر ہے اور اسکی مدد سے NOTES کی تیاری بھی آسان ہو گئی ہے نیز مختلف رنگوں کے مارکر دستیاب ہیں جن سے "اہم" "زیادہ اہم" "قابلِ غور" "یاد رکھیں" "مشکل STEP" "دھوکہ نہ کھائیے" وغیرہ کیلئے مختلف رنگوں سے نشان لگائے جا سکتے ہیں۔ اسطرح SHORT NOTES بھی جو امتحان سے ایک گھنٹہ پہلے مطالعہ کیلئے بنانے ہوں آسان ہو گئے ہیں۔ پرچے خود حل کرنے ضروری ہیں۔ اگر حل شدہ پرچے لے لئے جائیں (اگر دستیاب ہوں) تو وہ زیادہ مفید نہیں۔ سوائے مجبوری کے یہ نہیں لینے چاہئیں۔ کم از کم گذشتہ پانچ سالوں کے پرچے خود حل کرنا بے حد مفید رہتا ہے اگر استاد اچھا ہو یا کوئی دوست سینئر طالبعلم مل جائے تو اس سے اپنے حل شدہ پرچوں کی جانچ بھی کروائی جائے تو مزید تسلی ہو جائے گی کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

حاصل کئے ہیں اور اس سے بھی یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ جو کچھ اس تحقیقات کے ذریعے معلوم ہوا ہے وہ خاصی حد تک درست اور مفید ہے۔ اسکا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ ایڈز کے لیئے مختلف اور متعدد دواؤں پر جو تجربات کئے جا رہے ہیں ان میں اب ان دواؤں کی تعداد میں کمی کی جا سکتی ہے یعنی اس بات کی ضرورت نہیں رہے گی کہ بہت زیادہ دواؤں پر تجربے کئے جائیں۔ بوسٹن میں ایک تجزیاتی ٹیم نے یہ معلوم کیا ہے کہ امریکہ کے کالجوں میں ہر ۵۰۰ میں سے ایک طالب علم کو ایڈز کا مرض لاحق ہو چکا ہے۔ سب سے پہلے یہ تجزیہ ۱۹ کالجوں کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا اور یہ سارے کے سارے کالج بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے ساتھ ملحق ہیں تجزیہ سنٹرز فار ڈزیز کنٹرول سی۔ڈی۔سی نے کیا تھا اور اسکے نتائج نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن میں شائع کئے گئے تھے اسی تجزیے کے ذریعے یہ معلوم ہوا تھا کہ کالجوں کے ایک کروڑ تیس لاکھ طلباء میں سے ۲۵۰۰۰ سے ۳۵۰۰۰ تک ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

حکومت کرنے کی کوشش کیوں کرتے رہے۔ یہ ان کی سخت غلطی تھی اور اس غلطی کا وہ خمیازہ بھگتیں گے۔

اللہ تعالیٰ دنیا کے دیگر حکمرانوں کو سمجھ عطا کرے اور جس جس حکمران کو اس کی "رعایا" پسند نہیں کرتی۔ وہ جلد از جلد اقتدار سے الگ ہو جائے اور اپنی عزت بھی بچا لے اور جان بھی۔ اور شاید بہت سے لوگوں کی دعائیں لے کر تاریخ میں اپنا اچھا نام چھوڑ جائے۔

تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے۔ اس کو حقیر مت سمجھو۔ اس سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے۔ جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں۔ وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ ان سے الگ ہو جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ۷ ص ۲۶۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

عبدالسمیع نون

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ

موت سے رستگاری نہیں لیکن الٰہی تقدیر کے مطابق میرے صدمات میں وقفے بھی نہ پڑے۔ مَیں دو بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں۔ تھوڑے عرصے میں دونوں بہت پیار کرنے والی، میرے لئے دعائیں کرنے والی بہنیں داغ فرقت دے گئیں اور مَیں تنہائی کا شکار ہوں۔ بڑی بہن زینب بیگم قریباً ایک سال قبل فوت ہوئیں اور آپا سردار بیگم ۲۵ نومبر ۱۹۹۰ء کو دارِ فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوگئیں۔ "ہر شئے فانی ہے بس ربّ ذوالجلال کا نام ہی باقی رہے گا"

کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ وفات سے دس بارہ روز قبل مَیں اپنی بہو بیٹیوں کو لے کر ربوہ حاضر ہوا۔ اپنے ہمراہ سرگودھا لے آنے اور علاج کروانے کی خواہش ظاہر کی۔ خدا کی قدرت اس روز طبیعت بہت بہتر تھی۔ خود ہی بتایا کہ ناصر دواخانہ ربوہ سے دوائیاں منگوائی ہیں جن سے بہت افاقہ ہے۔ ان کا اکلوتا بیٹا عزیز بشارت احمد لندن میں مقیم تھا۔ اسے بھی فون پر تسلی دینے کی تاکید کی۔ ہم سبھی خوش تھے کہ بحالیٔ صحت کے نمایاں آثار تھے۔ اس کے تین چار روز بعد پھر پیغام آیا کہ بشارت احمد کو فون کر کے بلا لیں۔ اس سے قدرتی طور پر تشویش ہوئی چنانچہ ہم سبھی ۲۳ نومبر کو ملنے ربوہ حاضر ہو گئے۔ اسی روز علی الصبح عزیز بشارت احمد پہنچ چکا تھا۔ ہمیں ماں بیٹے کی ملاقات کی گھڑیوں کا حال بتایا گیا۔ اس کی منظر کشی کی تو قلم میں طاقت نہیں۔ وہ بظاہر وصل کی حالت دائمی جدائی اور فراق کی خبر دے رہی تھی۔ بقول غالب ؏

ترا آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی۔

اس روز کافی دیر مَیں آپا کے پاس بیٹھا رہا۔ چند لمحوں کے لئے الگ ہوا تو فوراً بلوا کر سامنے بٹھا لیا۔ کچھ دل کی باتیں کہہ ڈالیں جنہوں نے مجھے بے حد افسردہ کر دیا۔ زبان سے باتیں تو کم ہوئیں۔ خاموش نگاہوں نے بہت کچھ سنا دیا۔ مَیں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں پہلی سی چمک نہیں تھی جیسے اندر کچھ بجھ سا گیا تھا۔ ان نظروں میں حسرت بھی تھی پیار بھی تھا۔ پیغام اور وصایا بھی تھیں۔ ایک قسم کی وارننگ بھی تھی۔ مَیں غم کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے خود ہی انہوں نے منجدھار میں کشتی کھینے سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور اپنے آپ کو طوفانی لہروں کے سپرد کر دیا ہے مجھے ان سے بے پناہ محبت ملی تھی۔ اس محبت کے وزن کے نیچے پسا ہوا محسوس کرتا تھا۔ دل ہی دل میں کہہ رہا تھا۔

؎ غمِ حیات سے فرصت کبھی ملی تو مَیں
تری نظر کے سوال و جواب لکھوں گا۔

ضبط کے بندھن ٹوٹ رہے تھے مَیں نے اس حالت کو چھپانے کی بہتیری ناکام کوشش کی۔

مَیں آپا سے عمر میں چھوٹا تھا۔ بہت دعائیں لیں۔ پیار لوٹا اب میرے ماں باپ کی آخری نشانی مجھے اکیلا چھوڑ چلی تھی۔

ان کی بیماری میں ان کے بیٹے بشارت احمد اور دونوں بیٹیوں سلیم اختر اور نصرت نے بڑی جاں فشانی سے خدمت کی۔ اللہ کریم ان تینوں کو اپنی شفقت کی گود میں لے لے۔ وہی ہمارا آخری سہارا ہے۔

میری یہ بہن عبادات بڑے شوق سے کیا کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم سے تو عشق تھا ساری عمر بچیوں کو قرآن پڑھایا۔ بچپن میں کچھ عرصہ عمویم مکرم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے زیر سایہ قادیان میں خانگی طور پر تعلیم و تربیت حاصل کی۔ قرآنِ کریم پڑھانے کا شوق اسی مقام پاک سے نصیب ہوا۔ دل حساس تھا مگر ہر قسم کے تعصبات سے پاک۔ دشمنوں سے بھی بہتر سلوک روا رکھا۔ مَیں اپنی زندگی میں پُرنم آنکھوں سے بڑے حسین اور پیاروں کو دل پر پتھر رکھ کر خدا حافظ کہہ چکا ہوں۔ دلِ حزیں پر یہ بوجھ بڑھتے ہی جا رہے ہیں جبکہ صدمات کے برداشت کی طاقت گھٹتی جا رہی ہے میں ان غموں کے بوجھ تلے دب کر ختم ہو گیا ہوتا۔

مصرع ؎ "پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کے ٹھہرانے کو ہے"

کسی کہنے والے نے تو موت کے پے بہ پے صدمات آنے پر کہہ دیا تھا۔

؏ دل محترم کوئی اور غم، غمِ رفتگاں نہیں چاہیئے

مگر مَیں تو یہ نہیں کہتا کیونکہ مجھے کسی "اور غم" کے جھیلنے کی کہاں تاب ہے؟ مَیں اپنے ذرہ نواز آسمانی آقا سے التجا کرتا ہوں کہ اب ہمیں "کوئی غم" نہ دے کہ یہ بھی تیری قدرت کاملہ سے ہرگز بعید نہیں ہے۔

؎ ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی

۲۵ نومبر اتوار کا دن تھا ۱۲ بجے کے قریب فون پر یہ المناک خبر ملی کہ آپا جان نے موت پر کمند پھینک دی ہے۔ دُور و نزدیک سب عزیزوں کو فون کئے۔ ہم سب گھر کے افراد ربوہ پہنچے۔ ادھر آبائی گاؤں حلال پور اور ننھیال کے قصبہ للیانی سے اعزا کثیر تعداد میں پہنچ گئے۔ غسل کے بعد کفن میں ملبوس ہو گئیں تو بوجھل دل کے ساتھ آخری ملاقات کے لئے حاضر ہوا مگر وہ ہاتھ مجھے پیار کرنے کے لئے نہ اٹھ سکے اور یہ حسرت میرے سینے میں پھانس کی طرح اٹک گئی۔

؏ نہ طریق آشنائی نہ رسوم جام و بادہ

چہرہ دیکھا تو اس پر کھیلتی ہوئی طمانیت بتا رہی تھی کہ بہتر دنیا سے بلاوا آنے پر روح کو تسکین نصیب ہوئی ہے وہ موت کی وادی میں اس طرح خوش دلی سے جا گھسیں جس طرح دن بھر کی مشقت کا ٹوٹا ہوا راہی ایسے گھر پہنچ جائے جہاں اس کے عزیز اسے خوش آمدید کہنے کے لئے منتظر کھڑے ہوں۔

مَیں قارئین کرام سے بصد منت درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری بہن کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کا ہمیشہ حافظ و مددگار رہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

؎ گذر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن
بہت اداس بہت بے قرار گزرے گی۔

زبیر احمد

مکرم عبدالمجید بھٹیؒ

میرے والدِ محترم عبدالمجید صاحب بھٹی ڈاکٹر عطا محمد صاحب آف دسوہہ کے بڑے فرزند تھے۔ ان کا جماعت احمدیہ کراچی کے دیرینہ ممبران میں شمار ہوتا ہے۔ مورخہ ۳ مئی ۱۹۹۰ء کو بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔ جگر کی بیماری کے لئے پہلے آغا خان ہسپتال کراچی میں داخل ہوئے۔ وہاں پر افاقہ نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً دو ہفتہ بعد لندن بسلسلہ علاج روانہ ہوئے۔ مگر وہاں پر بھی افاقہ نہ ہوا۔ اور وہیں پر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

حضرت امام جماعت (الرابع) نے ازراہِ شفقت بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۴ مئی ۱۹۹۰ء کو لندن میں نماز جنازہ پڑھائی۔ دوسرے دن ان کی میّت کراچی لائی گئی اور کراچی پہنچنے پر اسی دن کراچی میں ہی احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔

محترم والد صاحب جناب قاضی محمد حنیف صاحب آف قاضی فیملی امرتسر کے سب سے چھوٹے داماد تھے اور قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی سابق ناظر ضیافت کے برادر نسبتی تھے۔ محترم والد صاحب ایک بلند پایہ شخصیت کے حامل تھے بہت ہی خاموش طبیعت رکھتے تھے۔ اور خاموشی کے ساتھ کسی کے علم میں لائے بغیر نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آتے اور ہر ایک کے حقوق نہایت ایمانداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔ ہر ایک کو سچائی پر چلنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

حضرت امام جماعت (الثالث) سے طالب علمی کے زمانہ سے ذاتی دوستی کا شرف حاصل تھا۔ دینی اور دنیاوی علوم سے گہرا لگاؤ تھا۔ انگریزی، فارسی اور عربی پر عبور حاصل تھا۔ پاکستان کے اولین پلاسٹک انجینئرز میں شمار کئے جاتے تھے۔ امامت ثالثہ کی مبارک تحریک وقف عارضی میں بھی شمولیت کی سعادت پائی۔ تلاوت قرآن کریم میں ساری عمر باقاعدہ رہے۔ باقاعدگی کے ساتھ چندہ کی ادائیگی کیا کرتے تھے اور ہمیں بھی اس سلسلہ میں ہر وقت نصیحت کرتے رہتے تھے سلسلہ کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی تمام اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آخر وقت تک فعال زندگی گزاری۔

آپ کی بیماری کے آخری ایام میں سب بیٹے بیٹیوں کو ان کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ انہوں نے اپنے پیچھے غمزدہ بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں مؤدبانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارے والد صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔ احباب جماعت سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ ہماری والدہ صاحبہ کے لئے بھی دعا کریں کہ ان کو اللہ تعالیٰ صبر دے اور ان کو اپنی زندگی صبر، ہمت اور حوصلے سے گزارنے کی توفیق عطا فرما دے اور ان کا سایہ ہمارے تمام بھائی بہنوں پر ایک لمبے عرصہ تک قائم و دائم رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان برائے داخلہ نصرت جہاں اکیڈمی

① تمام احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نصرت جہاں اکیڈمی میں کلاس پریپ ۱۹۹۱ء کے لئے داخلہ ٹیسٹ اور انٹرویو ۳۰ اور ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء کو ساڑھے نو بجے صبح اکیڈمی میں ہوگا۔ داخلہ کے لئے بچوں کی عمر ساڑھے چار سال سے ساڑھے پانچ سال تک ہوگی۔ ایڈمشن فارم کے ہمراہ (برتھ سرٹیفکیٹ) ہونا ضروری ہے فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء ہے۔ اس تاریخ کے بعد وصول ہونے والے فارمز پر -/۵ روپے فی فارم وصول کئے جائیں گے۔ کلاس پریپ کے لئے منتخب بچوں کی لسٹ ۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو ۱۱.۰۰ بجے صبح لگے گی۔

② کلاس ٹو میں انتہائی محدود نشستوں پر داخلہ کی گنجائش موجود ہے۔ بچوں کا انگلش اردو اور حساب کا تحریری اور زبانی انٹرویو ہوگا۔ داخلہ فارم مندرجہ بالا طریق پر وصول کئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب اپنے بچوں کو ۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو ۸ بجے صبح اکیڈمی لے آئیں۔

③ اسی طرح کلاس ششم میں ۱۹۹۱ء کے لئے داخلہ کے فارم حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم مندرجہ بالا تاریخ اور طریق پر وصول کئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب اپنے بچوں کو ۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو ۸ بجے صبح اکیڈمی میں لے آئیں۔ بچوں کا انگلش اردو اور حساب کا تحریری اور زبانی ٹیسٹ ہوگا۔

چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن ربوہ

کیا آپ کا اور آپ کے بچوں کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے؟

(ناظم مال وقف جدید)

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS LTD
FOR GANUINE TOYOTA PARTS.
47, TIBET CENTRE, M.A. JINNAH ROAD
KARACHI. TELE : 724606-7-9

AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں۔

الفرقان موٹرز

۴۷۔ تبت سنٹر ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی ۳

فون ۷۲۴۶۰۶ - ۷۲۴۶۰۷
۷۲۴۶۰۹

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے پاکستان میں آبادی کی فلاح و بہبود کیلئے ایک منظم اور موثر پروگرام تیار کرنے پر زور دیا ہے۔ اقوام متحدہ کی بہبود آبادی کی نمائندہ مسز ڈاکٹر نفیس صادق سے ایک ملاقات میں وزیر اعظم نے ان کو بہبود آبادی کے پروگرام میں اپنی حکومت کی پوری دلچسپی کا یقین دلایا۔

○ وفاقی حکومت نے حج کیلئے مزدور تنظیموں اور مسلح افواج کے لئے ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ نشستوں کا اعلان کیا ہے۔ ان لوگوں کے اخراجات ان کے ادارے برداشت کریں گے۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان سیکرٹریوں کی سطح پر بات چیت اگلے ہفتے ہوگی

○ امریکی امداد کی بحالی کے سلسلے میں پاکستان اور امریکہ کے درمیان گفتگو اسلام آباد میں شروع ہو گئی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے حاملہ خواتین اور شیر خوار بچوں کی ماؤں کو جیل یا حراست میں رکھنا غیر قانونی قرار دے دیا۔ مسٹر جسٹس محمد منیر خان نے ملتان جیل میں قید ۳۸ عورتوں کو ضمانت پر رہا کر دیا اور سپرنٹنڈنٹ جیل کو ہدایت کی کہ وہ ایسی خواتین کی فہرست فراہم کرے اور اُن کی طرف سے ضمانت کی درخواستیں بھجوائے۔

○ صنعتوں کو واپس قومی ملکیت میں دینے کے خلاف لاہور میں ایک جلوس نکالا گیا جسمیں کہا گیا کہ چند سرمایہ کاروں کا خواب پورا نہیں ہونے دیں گے۔

○ ایم کیو ایم کے قائد مسٹر الطاف حسین نے مطالبہ کیا ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں ایم کیو ایم کا کوٹہ بڑھایا جائے۔

○ حزب مخالف کے اتحاد پیپلز ڈیموکریٹک الائنس کو وسعت دیکر اسمیں اور پارٹیاں شامل کرنے پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔

○ ایوان صنعت و تجارت کراچی نے کہا ہے کہ اگر جنوری ۱۹۹۱ء تک سندھ میں امن بحال نہ کیا گیا تو تاجر حکومت کو ٹیکس دینا بند کر دینگے ایوان کے ایک ترجمان نے الزام لگایا کہ سندھ کی پولیس دہشت گرد ہے۔ یہ سرکاری یونیفام پہن کر ڈاکے ڈالتے ہیں۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ اب پاکستان امریکہ کیلئے بے حیثیت ہو چکا ہے۔ پاکستان میں امریکہ کے خلاف جذبات ابھر رہے ہیں اور امریکی حلقۂ اثر سے نکلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پیرا ملٹری فورسز اور حریت پسندوں کے درمیان جھڑپوں کے نتیجے میں ۲۰ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ حریت پسندوں نے بھارتی فوج کے ایک گشتی دستے پر اچانک حملہ کیا جس سے جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ حریت پسندوں نے پوزیشنیں سنبھال کر فائرنگ شروع کر دی۔ ان جھڑپوں میں ۴ حریت پسند شہید ہو گئے۔ اسکے علاوہ ۳ شہری جو فائرنگ میں پھنس گئے تھے موقع پر ہلاک ہو گئے۔ بھارت نے مزید فوج سری نگر پہنچا کر گھر گھر تلاشی کا کام تیز کر دیا ہے کپ واڑہ کے علاقے میں ایک مسلح جھڑپ میں ۱۳ حریت پسند شہید ہو گئے۔ سری نگر اور کپ واڑہ میں مسلح جھڑپوں کے نتیجے میں کاروبار زندگی معطل ہو چکا ہے۔

○ بھارت کے کئی شہروں میں بابری مسجد کے تنازعے پر فرقہ وارانہ فسادات جاری ہیں۔ اتر پردیش کے شہر کانپور میں کرفیو کے باوجود تشدد کے واقعات میں ۵ افراد ہلاک ہو گئے شہر کے مختلف علاقوں میں لوٹ مار اور تشدد کے واقعات کے نتیجے میں فوج طلب کر لی گئی۔ صوبہ گجرات کے شہر احمد آباد کے علاقے دریاپور میں پولیس فائرنگ سے ۴ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ امریکہ کے صدر بش نے سوویت یونین کے لئے ۵۰ کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا ہے۔ اسکے علاوہ انہوں نے سوویت یونین کیلئے تجارتی پابندیاں عارضی طور پر ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ صدر بش اور صدر گورباچوف کے درمیان سربراہی ملاقات فروری میں ماسکو میں ہوگی۔ خیال ہے کہ دونوں سربراہ مہلک ہتھیاروں کے نئے سمجھوتے پر دستخط کریں گے۔

○ الجزائر کے صدر شاذلی بن جدید خلیج میں امن کے ایک منصوبے پر گفتگو کیلئے عراق پہنچے۔ دونوں رہنماؤں نے خلیج کے علاوہ فلسطینیوں کے مسئلے پر بھی بات کی۔

○ سوویت یونین نے پھر کہا ہے کہ اسکی افواج خلیج میں کسی بھی صورت میں جنگ میں ملوث نہیں ہوں گی۔

○ تیل کی عالمی قیمت کم ہو کر ۲۶ ڈالر سے بھی کم ہو گئی ہے۔